بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اشارات

یہ مہینہ! ـــــ جانتے ہو یہ کونسا مہینہ ہے؟

یہ وہ مہینہ ہے جس میں دُنیا کا وہ سب سے بڑا انسان پیدا ہوا جس نے تاریخ کے دھارے کا رُخ موڑ دیا۔ آج دُنیا کا کوئی معاشرہ اور کوئی فرد ایسا نہیں جس تک اس عظیم ہستی کے پیغام اور نمونۂ عمل کی کوئی نہ کوئی کرن نہ پہنچی ہو۔ بعض تک بلا واسطہ، بعض تک کئی واسطوں سے ہو کر ـــــ بعض تک شعور کے راستے، اور بعض تک غیر شعوری طریق سے۔

یہ ہستی تھی رسولِ برحق اور معلّمِ انسانیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی!

اس موقع پر جلسوں کا ہونا، جلوس نکلنا، اخبارات و رسائل کے خاص نمبروں کی اشاعت، ریڈیو ٹیلیوژن سے خاص قسم کی نشریات، یہ سب کچھ اپنی جگہ، مگر بڑا سوال یہ ہے کہ اس ماہِ مبارک اور یومِ میلاد کی آمد کا ہمارے ذہن و کردار پر کیا اثر پڑنا چاہیے۔

پہلی چیز تو اس دعوتِ توحید کا دلوں میں اُبھرنا ہے جسے حضورؐ لے کے آئے تھے۔ ربیع الاوّل کی آمد پر پیدا ہونے والے جذبات کے تحت ہم کو ہر قسم کے شرک کی آلائش سے اپنے آپ کو پاک کرنے کا عزم کر لینا چاہیے۔

دوسری چیز یہ شعور ہے کہ محبتِ رسولؐ کے معنی میں اوّل نمبر پر اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہے۔ لہٰذا سچے محبانِ رسولؐ کو عزم کر لینا چاہیے کہ وہ نمونۂ رسالت کے مطابق دینی مقاصد کے لیے سرگرمِ عمل ہوں گے اور سنّت کا تمام مخالفانہ حملوں سے تحفّظ کریں گے۔

تیسری چیز یہ کہ حضورؐ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کو بھی سچا رشتۂ وفا جوڑے رکھنا ہو وہ یہ فیصلہ کرے کہ وہ دانستہ کبھی حرام کمائی حاصل نہیں کرے گا اور حرام راستوں میں خرچ نہیں کرے گا۔ حضورؐ

کے آدمیوں کا ایک اصول رزقِ حلال کی پابندی کرنا ہے۔ صرف اس ایک پابندی سے بے شمار جرائم اور مظالم کا سلسلہ تنگ جاتا ہے۔ حرام روزی کے ساتھ نہ ہی خدا پرستی پروان چڑھتی ہے، نہ محبتِ رسالت۔ نہ عبادات قبول ہوتی ہیں اور نہ معاملات درست!

چوتھی اہم چیز یہ ہے کہ ولادتِ رسولؐ کی خوشی منانے والے اپنے دل ونظر کو موجودہ حیا سوز ماحول سے پاک رکھنے کی انتہائی کوشش کریں۔ ساتھ ساتھ دل ونظر کی پاکیزگی کے لیے ماحول کو سازگار بنانے کی مساعی جاری رکھیں۔

پانچویں چیز یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر مخلص امتی کو ظلم کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے، خواہ وہ ظلم زبان سے ہو یا منہ سے یا مال سے یا دماغ سے۔

چھٹی چیز یہ ہے کہ ہر مسلمان رسولِ خدا کا سپاہی بن کر اٹھے اور اس نظامِ حیات اور تہذیب کا علَم بلند کرے، جس کے لیے حضورؐ نے مشقتیں اٹھائیں اور آپؐ کے ساتھ آپ کے صحابہؓ نے قربانیاں دیں۔ اس نظامِ حیات سے ٹکرانے والے ہر نظریہ اور ہر تحریک کی عقلی اور سماجی اور سیاسی طور پر مزاحمت کرنی چاہیے۔

ماہ ربیع الاوّل اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہوگا اصل استقبال!

بدرجۂ تنزل میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ربیع الاوّل کی سعادتوں سے بہرہ مند ہو کر کوئی شخص اتنا ہی فیصلہ کرلے کہ اب وہ نماز پابندی سے پڑھے گا، کوئی گوالا یہی عہد باندھ لے کہ وہ اپنے پیغمبرؐ کی محبت کے زیرِ اثر اب دودھ میں پانی نہیں ملائے گا، ایک کلرک یا کانسٹیبل درود شریف پڑھتے ہوئے اس عزم پر جم جائے کہ اب وہ رشوت نہیں لے گا۔ ایک واعظ یہ پیمان استوار کرے کہ نبی اکرمؐ کی شفاعت کے حصول کے جذبے کے تحت آئندہ کبھی تفرقہ بازی نہیں کرے گا اور بے سند قصّے کہانیاں بیان نہیں کرے گا۔ ایک گاڑی بان یہ من سمجھوتہ کرے کہ وہ ٹریفک کے قواعد کو توڑ کر دوسروں کے لیے وجۂ آزار نہیں بنے گا، یا ایک خاتون اس بات کا تہیہ کرے کہ وہ پردہ کی حدود کی پابندی کرتے ہوئے اپنی زینتوں کو چھپائے گی، مردوں سے خلا ملا نہیں رکھے گی اور اپنے بچوں کی تربیت اور اپنے رشتوں کی درستی اور گھر کے ماحول کی اصلاح کو

اوّلین ذمہ داری سمجھے گی تو کہیے کہ ایسے لوگوں نے ربیع الاوّل میں بہنے والے برکتوں کے دریا سے جام و سبو بھر لیے۔ اس سے بھی نیچے اتر کر اگر کوئی فرد یہی تہیہ کر لے کہ وہ آج سے راستوں میں گندگی نہیں پھیلائے گا، یا وہ کوئی گالی زبان پر نہ لائے گا، یا کسی کی کوئی چیز اجازت کے بغیر استعمال نہیں کرے گا تو یہ بھی خیر و برکت کی باتیں ہیں۔ میری نگاہ میں تو اتنی سی تبدیلی بھی انقلابِ احوال کی طرف ایک قدم ہوگی کہ پیروانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ طے کر لیں کہ وہ میلاد کے جلوسوں میں اسلامی شریعت و اخلاق کے خلاف کوئی حرکت نہیں کریں گے۔ خصوصاً کعبہ یا روضۂ نبوی کے ماڈل بنا بنا کر وہ معاملہ نہیں کریں گے جو مشرک قومیں تماثیل سے کرتی ہیں۔

مطلب یہ نہیں کہ ان میں کوئی ایک بات اختیار کر لینے سے پوری دینداری ہو گئی یا منشائے صاحبِ نبوت پورا ہو گیا، بلکہ نیکی کی اس بڑی دنیا کی طرف ایک دروازہ کھل گیا جسے ہم اسلام کہتے ہیں۔

لیکن اگر حضورؐ کے ماہِ ولادت یا یومِ ولادت کے آنے سے اور اس کی خوشیاں منانے سے نہ معاشرے میں کوئی اجتماعی تبدیلی آئے، نہ فرد کے خیالات و اعمال میں کوئی تغیر ہو تو پھر یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہم لوگوں کی اصل دلچسپی کھیل تماشوں، انبوہ، شور و غوغا اور جھنڈیوں، محرابوں سے ہے — بس اگر کھیل تماشوں اور انبوہ و غوغا میں مذہبی تقدس کا رنگ شامل ہو جائے تو ہمارے ذوق کی ذرا زیادہ ہی تسکین ہو سکتی ہے۔ لیکن ہمارا ذوق خواہ کچھ بھی ہو، خدا کا دین بہرحال کھیل تماشوں سے ہمارا دل بہلانے نہیں آیا ہے۔ نہ حضورؐ کی بعثت کی غایت اس سے پوری ہوتی ہے کہ سال میں ایک بار خوب تقریریں، نعتیں، قوالیاں اور درود و سلام ہو جائیں اور جلسے جلوس کی بہار آ جائے، اور امت پھر نئی کمائیوں، کاموں اور مشغلوں میں مست ہو جائے، جنہوں نے ایک عرصے سے اس کے گرد گھیرا ڈال رکھا ہے۔

دوستو! کبھی ربیع الاوّل کے آنے پر ربیع الاوّل کا اصل پیغام تو سنو! ربیع الاوّل میں ولادت پانے والی نور افروز شخصیت کے مقصد پر غور کرو! وہ مقدس شخصیت جس دین کو دے گئی تھی اس کے تقاضوں پر توجہ دو۔

صرف یہی راستہ ہے بہتر زندگی کا، اور صرف یہی راستہ ہے آخرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ مند ہونے کا!